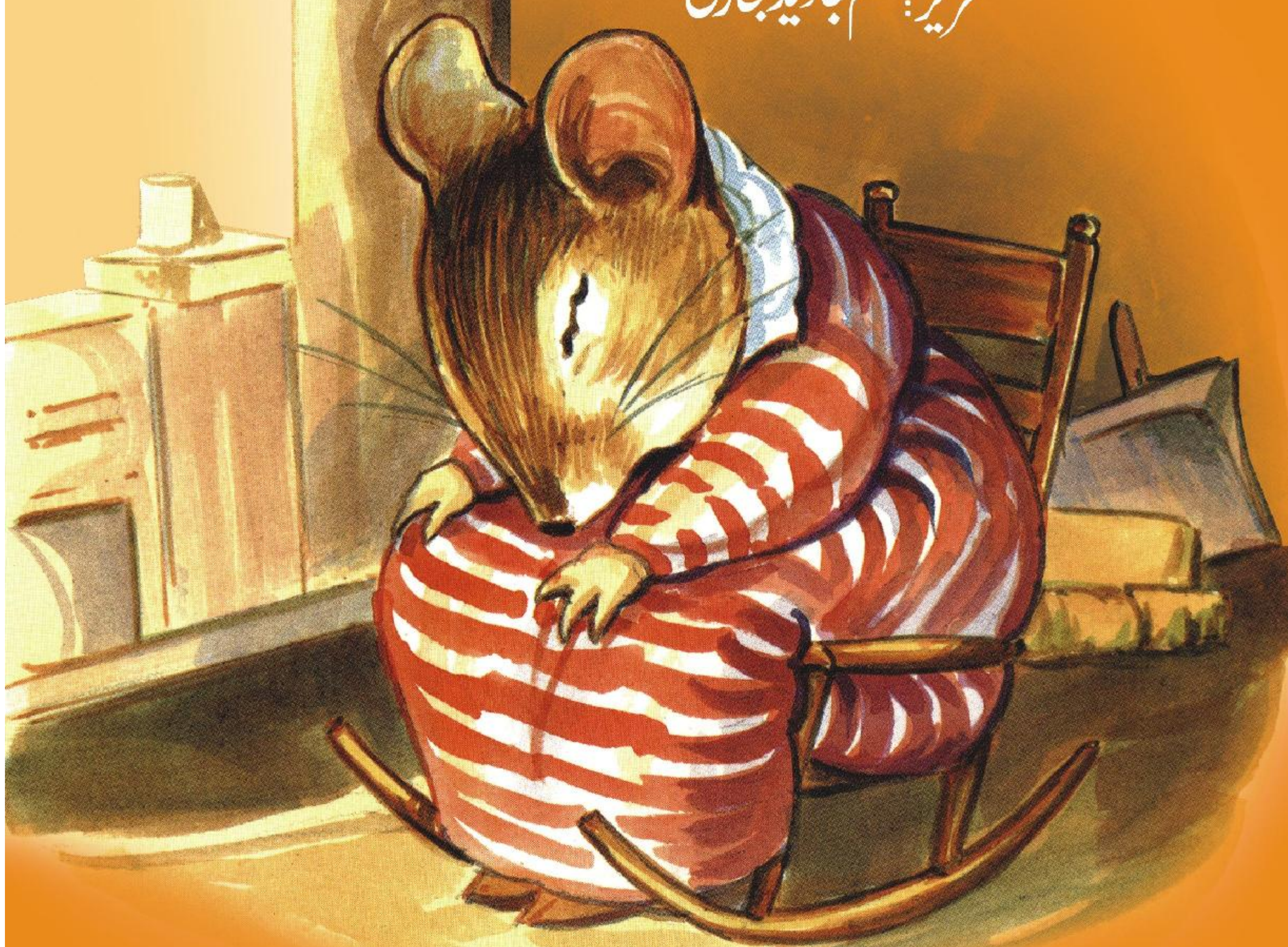
عقلمند چوہیا

تحریر: معظم جاوید بخاری



عقلمند چوہیا

تحریر: معظم جاوید بخاری

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک چھوٹی پہاڑی کے میں کئی بل تھے، جن میں کئی چوہوں نے بسیرا کر رکھا تھا۔ یہ مٹی کی پہاڑی تھی جس پر طرح طرح کے پودے پھیلے ہوئے تھے۔ پودوں کے درمیان میں چوہوں کی بل تھیں جو عام طور پر دکھائی نہیں دیتی تھیں۔ ان بلوں میں ایک بل ایک چوہیا کی تھی جس کا نام زیما تھا۔ یہ بالکل اکیلی رہتی تھی۔ دوسرے چوہوں کی نسبت اسے عقل سے کچھ کچھ واسطہ تھا۔ جس کی وجہ سے اکثر چوہے اپنے مسائل لے کر اس کے پاس چلے آتے اور زیما انہیں اپنی عقل و فہم کے مطابق حل بتا دیتی۔ اس کے مشورے اکثر چوہوں کے مشکل کو دور کر دیتے تھے۔ اسی لئے زیما کو سب چوہے بڑی عزت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ ایک بار یوں ہوا کہ برسات کی بارشیں خوب برسیں، جس کے باعث کئی کیڑے مکوڑے اور دوسرے جانور گھبرا کر ان بلوں کی طرف آ گئے۔ چھوٹے موٹے کیڑے مکوڑے تو چوہوں کی غذا بن گئے جبکہ بڑے کیڑوں کو انہوں نے وہاں



سے بھگا ڈالا۔ انہی نو وارد جانوروں میں ایک چھوٹا کچھوا بھی شامل تھا جو جسامت میں چوہوں سے تھوڑا سا بڑا تھا۔ وہ ہر کسی کی بل میں گھس جاتا اور وہاں موجود ذخیرہ کی گئی خوراک چٹ کر جاتا۔ چوہوں نے بڑی کوشش کی کہ اسے وہاں سے بھگا دیں مگر انہیں کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ کچھوا بڑا ہوشیار اور چالاک تھا۔ وہ چوہوں کی ہر چال کو ناکام بنا دیتا تھا۔ تنگ آ کر سب چوہے زیما کے پاس چلے آئے اور اس سے مدد طلب کی۔ زیما نے کچھوے کے بارے میں سوال جواب کئے تا کہ اسے اس کی جسامت اور حلئے سے آگاہی ہو سکے۔ چوہوں نے اپنی معلومات کے مطابق اس کے سامنے کچھوے کی تصویر کھینچ دی۔ زیما کچھوے کے حلئے سے باخبر ہو چکی تھی۔ زیما نے سب چوہوں کو تسلی دی کہ وہ بے فکر ہو کر اپنے اپنے گھروں کو جائیں، میں ایک آدھ دن میں کچھوے سے نجات کے بارے میں کچھ سوچتی ہوں۔ سب چوہے زیما کی تسلی پر واپس لوٹ گئے۔ زیما کو معلوم نہیں تھا کہ کچھ



دور پودوں کی آڑ میں کچھوا اس کی سب باتیں سن رہا تھا۔ کچھوے نے پہلے زیما کو سبق سکھانے کا ارادہ ٹھان لیا تھا۔ وہ چپکے سے زیما کی بل میں داخل ہوگیا۔ زیما چوہوں کو رخصت کرنے کے بعد کچھوے کے بارے میں سوچنے لگی کہ اس سے کیسے جان چھڑائی جائے؟ کچھ دیر سوچنے کے بعد اس کے چہرے پر گہرا اطمینان پھیل گیا جیسے وہ کوئی فیصلہ کر چکی ہو۔ زیما کپڑے جھاڑ کر اپنی بل میں داخل ہوگئی۔ وہ ابھی کچھ ہی فاصلہ طے کر پائی تھی کہ اُسے راہداری میں کچھ حرکت محسوس ہوئی۔ وہ چونک پڑی۔ اس نے غور سے دیکھا تو اسے معلوم ہوگیا کہ اس کی بل میں ایک لال بجھکڑ گھس آیا تھا۔ یہ سرخ رنگ کی کالے دھبوں والی جیکٹ پہنے ہوئے تھا۔ لال بجھکڑ کی جرأت دیکھ کر زیما کو بڑا غصہ آیا۔ اس نے جلدی سے اپنی قمیص میں سے ایک ٹارچ نکالی اور اس کا بٹن دبا کر اسے روشن کر دیا۔ تیز زرد روشنی پوری راہداری میں پھیل گئی۔ لال بجھکڑ روشنی سے بڑے ڈرتے تھے' اس لئے وہ



اپنے قریب روشنی دیکھ کر گھبرا اُٹھا۔ زیما نے ٹارچ کی تیز روشنی اس کی آنکھوں میں ڈالی تو وہ تکلیف سے تڑپ کر رہ گیا۔ وہ زمین پر اُلٹ کر دونوں ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھے روشنی سے بچنے کی ناکام کوشش کرتا رہا۔ جب تکلیف اس کی برداشت سے باہر ہوگئی تو وہ عاجزی وانکساری سے زیما کی منت سماجت کرنے لگا کہ وہ اس عذاب کو ختم کردے۔ زیما نے روشنی بند کرنے کیلئے یہ شرط رکھی کہ اگر وہ خاموشی کے ساتھ اس کی بل میں باہر نکل جائے اور آئندہ کسی بھی چوہے کی بل میں داخل نہ ہو تو وہ اس کی جان بخش سکتی ہے ورنہ وہ اسے تیز روشنی میں ہی جلا ڈالے گی۔ لال بجھکڑ نے فوراً شرط مان لی اور زیما نے ٹارچ کی روشنی اس کی آنکھوں سے ہٹالی۔ جان بچنے پر لال بجھکڑ نے فوراً ہی باہر کی طرف دوڑ لگادی۔ زیما کو جب اطمینان ہوگیا کہ لال بجھکڑ واقعی وہاں سے جاچکا ہے تو وہ ٹارچ کو بند کرکے اندر کی طرف چل دی، جونہی وہ اپنے کمرے میں پہنچی تو اس کا سر چکرا کر رہ گیا کیونکہ وہاں



عجیب سا جانور ارغوانی رنگ کا گاؤن پہنے زیما کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ زیما اس کی صورت نہیں دیکھ سکتی تھی کیونکہ اس کی پیٹھ اس کی طرف تھی۔ جب وہ اس کے قریب پہنچی تو اس جانور نے گردن موڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ اس کا حلیہ دیکھ کر زیما کو اندازہ لگانے میں دیر نہ لگی کہ وہ کچھوا ہی ہوسکتا ہے۔ کچھوا نے زیما کو دیکھ کر دانت نکال دیئے۔ زیما نے اس سے سوال جواب کرنا ضروری نہیں سمجھا۔ وہ سیدھی باورچی خانے میں چلی آئی اور اپنی فریج میں سے دو موٹے موٹے سرخ بیر نکالے۔ بیروں کو طشت میں رکھ کر وہ کچھوے کے پاس چلی آئی۔ کچھوا حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ زیما نے سرخ بیر کچھوے کو پیش کئے اور معذرت کرتے ہوئے کہا کہ ''اس وقت گھر میں اور کوئی چیز تیار نہیں ہے ورنہ وہ مہمان کی خاطر تواضح زیادہ اہتمام سے کرتی۔ کچھوے نے شکریہ ادا کئے بغیر



دونوں سرخ بیر اُٹھائے اور ایک ایک کر کے منہ میں ڈال لئے۔ بیروں کا گودا بڑا رسیلا اور میٹھا تھا۔ کچھوا زیما کی خدمت سے بڑا خوش ہوا اور سوچنے لگا کہ وہ اب یہیں رہے گا، کم از کم میٹھے بیر تو کھانے کو ملیں گے۔ کچھوے کو معلوم نہیں تھا کہ بیر کے اندر گٹھلی ہوتی ہے جسے چوس کر پھینک دیا جاتا ہے۔ کچھوے نے لالچ میں آ کر گٹھلی نگلنے کی کوشش کی تو وہ اس کے حلق میں جا پھنسی۔ پھر کیا تھا؟ کچھوا تکلیف سے بلبلا اُٹھا۔ زیما کی ترکیب کارگر ثابت ہوئی تھی۔ زیما نے فوراً ہمدردی جتائی اور اس کی کمر پر ہاتھ مارے تاکہ گٹھلی نکل جائے مگر کوئی فائدہ نہ ہو پایا۔ اس سے نہ تو بولا جا رہا تھا اور نہ ہی صحیح طرح سے سانس لی جا رہی تھی۔ کچھ ہی دیر بعد کچھوے کو سانس لینا دشوار ہو گیا۔ زیما یہ دیکھ کر بڑی پریشان ہوئی کہ اگر کچھوا اس کی بل میں ہی مر گیا تو اسے کون اُٹھا کر باہر لے جائے گا؟ اچانک اس کے ذہن میں ترکیب آئی۔ اس نے کچھوے کو کہا کہ اگر وہ فوراً ڈاکٹر کے پاس چلا جائے تو



وہ اس کی کچھ مدد کرسکتا ہے۔ کچھوا تکلیف سے نہایت پریشان تھا۔ اس نے بمشکل اشارے سے ڈاکٹر کے بارے میں پوچھا تو زیما نے فوراً اسے راستہ سمجھا دیا۔ کچھوا گرتا پڑتا اُٹھا اور اس کے بتائے ہوئے راستے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا حلق تھام رکھا تھا۔ زیما اس کے پیچھے پیچھے چلی آئی۔ راستہ بڑا خراب تھا۔ ہر طرف کیچڑ پھیلا ہوا تھا۔ کچھوا اس سے بے خبر اپنی تکلیف کی شدت میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ زیما کیچڑ کے شروع میں ہی رُک گئی تھی۔ وہ کچھوے کو آگے جاتا ہوا دیکھتی رہی۔ وہ کیچڑ دراصل دلدل تھی جو کہ اپنے اندر آنے والے جانوروں کو نگل لیتی تھی۔ کچھوا جب کافی آگے بڑھ آیا تو اس کے پاؤں کیچڑ میں دھنس گئے۔ کچھوے کو اپنا پاؤں اُٹھانا دشوار ہوگیا۔ وہ حلق کی تکلیف کو بھول کر کیچڑ سے پاؤں نکالنے کی کوشش کرنے لگا۔ وہ جتنا اوپر کو زور لگاتا، دلدل اسے اتنا ہی نیچے کی طرف کھینچ لیتی۔ کچھوے کو اندازہ ہو چکا تھا کہ زیما نے اس کے ساتھ چالاکی کرتے ہوئے اسے کیچڑ والی دلدل میں اُتار دیا ہے۔ اب وہ کیا کرسکتا تھا؟ ایک طرف سرخ بیر کی

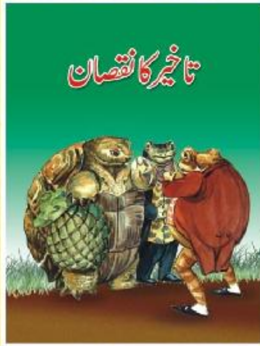


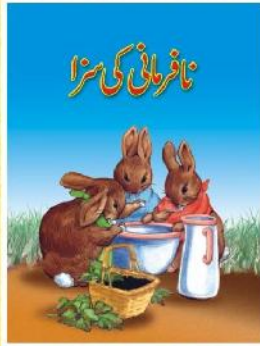
گٹھلی حلق میں پھنسی ہوئی اذیت پہنچا رہی تھی تو
دوسری طرف دلدل آہستہ آہستہ اس کے جسم کو نگلتی
جا رہی تھی۔ زیما خاموشی سے کچھوے کو دلدل میں
ڈوبتا ہوا دیکھتی رہی۔ جب کچھوا دلدل میں بالکل
غائب ہوگیا تو اس نے اللہ کا شکر ادا کیا اور واپس اپنے
گھر لوٹ آئی۔ کچھوے سے سب کی جان چھوٹ
چکی تھی۔ برسات کا موسم بھی ختم ہو چکا
تھا تیز دھوپ ہر طرف پھیل گئی تھی۔
کیڑے مکوڑوں اور جانوروں کی آمد کا سلسلہ
بھی رُک چکا تھا۔ زیما نے محفوظ خوراک کو دھوپ لگوانے کا سوچا تا کہ اس میں سے برساتی نمی ختم ہو جائے۔
اگلے دن اس نے محفوظ کیا ہوا پنیر باہر نکالا اور اسے دھوپ میں رکھ دیا تا کہ اس میں برسات کے اثرات ختم ہو
جائیں۔ پنیر کی خوشبو جب فضا میں پھیلی تو تتلیوں نے اس طرف کی راہ لی۔ وہ پنیر پر بیٹھ کر اس کا رس چوس کر اُڑ
جاتیں۔ زیما یہ تماشا دیکھ کر خوش ہوتی رہی۔ پنیر کا رس ہی تو برساتی نمی تھی جس کا نکل جانا ضروری تھا۔ تیز دھوپ
کے موسم کے آغاز پر چوہوں کو کسی کا خوف باقی نہیں رہا تھا۔ برسات کے باعث جو کیڑے مکوڑے وہاں آئے
تھے ان سے جان چھوٹ چکی تھی اور کچھوا بھی اپنے انجام کو پہنچ چکا تھا۔ زیما نے سب چوہوں کو گھر میں بلا کر ان
کی ضیافت کی اور انہیں ہنس ہنس کر بتایا کہ اس نے کیا ترکیب لڑائی کہ کچھوا خود بخود اپنے پیروں سے چل کر
دلدل میں جا گھسا اور پھر بے بسی کے عالم میں دلدل میں ڈوب کر ہلاک ہوگیا۔ زیما کی کہانی سن کر سب
چوہوں نے خوب ہلّہ گلہ کیا۔

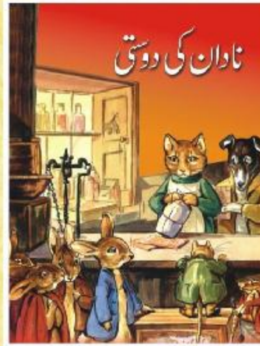




پیارے بچوں کیلئے پیاری پیاری اور سبق آموز رنگین کہانیوں کی خوبصورت کتابیں

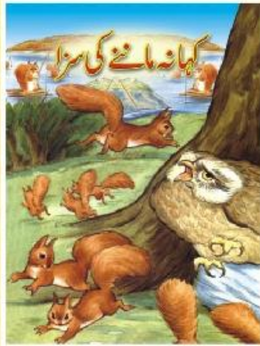


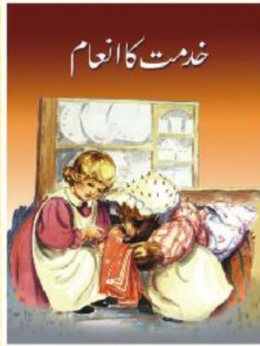


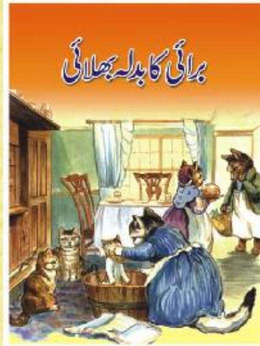


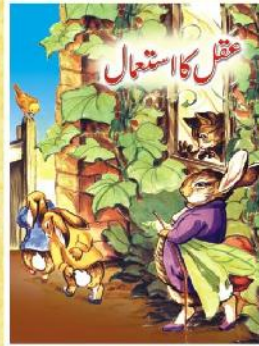


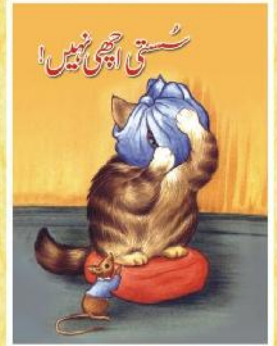


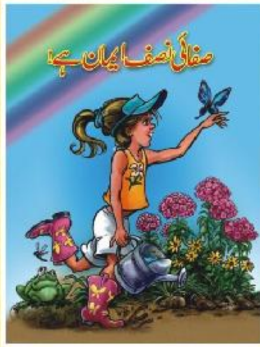


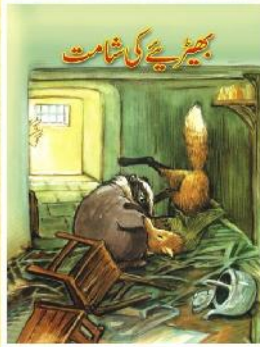


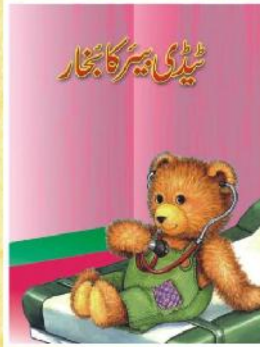


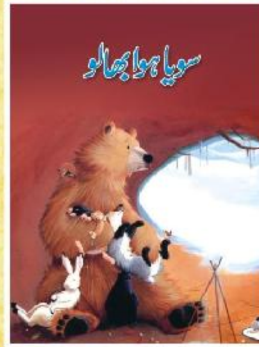


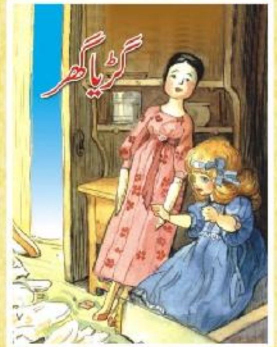


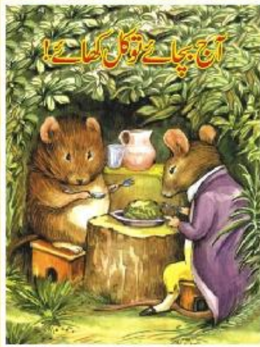


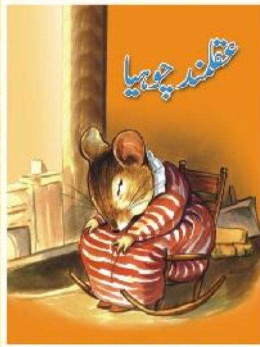


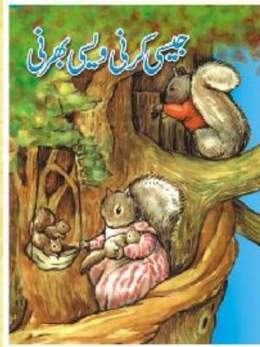


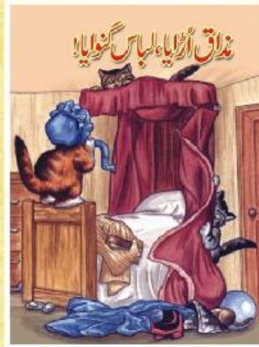


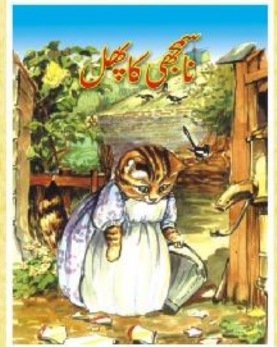












ان کے علاوہ سیپارے، دُعائیں، ہر قسم کی کہانیاں، شعروشاعری، نعتیں، لطائف، دسترخوان اور جنرل کتب ہر سائز میں دستیاب ہیں۔

شائع کردہ: القائم ٹریڈرز
پہلی منزل فضل الٰہی مارکیٹ اُردو بازار لاہور
فون: 042-7224472 موبائل: 0300-4062934